ادویہ سازی کے شرعی اور قانونی احکامات

ڈاکٹر حافظ عزیز الرحمن*

Illness is the natural phenomenon and no human being in the universe is safe from diseases. The Quran and Prophetic traditions gives detailed guidance about this natural factor. Islam is pragmatic religion in its core teachings and deals with all human issues in a realistic manner. The juristic commandments regarding cure and medication are the evidence of practicality of Islamic rulings. This article provides sufficient information about technical definition of disease, admissibility of medication in Shariah, attributes of a druggist in religious perspective, permissibility of making medicines with lawful things and juristic differences upon producing medicine from prohibited materials like wine and narcotics. The article has been written in analytical mode and opinions of ancient jurists have been quoted to authenticate debate.

اللہ تعالیٰ کی بے پناہ نعمتوں میں سے ایک نعمت تندرستی اور صحت ہے جس کا کوئی نعم البدل نہیں۔ اس نعمت کی قیمت صرف اور صرف وہ لوگ سمجھتے ہیں جنہوں نے مختلف امراض کا سامنا اور تکالیف کو برداشت کیا ہو۔ فرمان نبوی ﷺ ہے: " عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: نعمتان مغبون فيهما كثير من الناس: الصحة والفراغ (حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کہ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے (تندرستی اور خوش حالی)۔

اللہ تعالیٰ کی بندوں کے ساتھ خاص حکمت کا تقاضا ہے کہ ہر دور اور زمانے میں ایسے لوگ موجود ہوں جو ادویہ سازی کی معرفت رکھتے ہوں تاکہ ان کے ذریعے مختلف قسم کی نت نئی امراض سے شفا حاصل کی جاسکے۔ اس وقت علم طب میں جو ترقی ہوئی ہے اس کی وجہ سے علم طب میں ادویہ سازی کا ایک مکمل الگ تھلگ شعبہ بن چکا ہے جو اس کام کو سرانجام دینے میں مصروف ہے۔ ادویہ سازی کا کام مختلف عناصر، مواد سے مل جل کر اختتام پذیر ہوتا ہے۔ موجودہ دور میں ترقی کی وجہ سے کئی ایسی ادویات سامنے آئی ہیں جنکو شراب جیسے نجس اور ناپاک قسم کے مواد کی مدد سے تیار کیا جاتا ہے اور پھر مختلف کمپنیز اپنی کاوشوں کے ذریعے نئی نئی ادویہ مارکیٹ میں متعارف کرواتی ہیں جن میں حقوق معنوی کی حفاظت اور ضمنی نقصانات جیسے امور شامل ہوتے ہیں۔

* اسسٹنٹ پروفیسر، کلیہ شریعہ والقانون، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔

ادویہ سازی کے کیا مراحل ہیں، جن مواد سے ادویہ سازی کی جاتی ہے ان کے بارے میں شرعی اور قانونی احکام کیا ہیں، ادویہ ساز کی کیا شروط ہیں، اس پیپر میں ان شاءاللہ انہی چیزوں کو پیش کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالی ان احکامات کو بیان کرنے میں ہر قسم کی غلطی سے محفوظ فرمائے، آمین۔

مرض اور دوائی کا مفہوم

مرض کا شرعی مفہوم

عربی زبان میں بیماری کو الداء کہتے ہیں جس کا لغوی معنی ہے بیماری اور اس کی جمع ادواء آتی ہے۔ الداء ایسا اسم ہے جو ہر قسم کی ظاہری اور باطنی مرض اور عیب کو شامل ہے۔ چنانچہ بخیلی کو بھی سخت قسم کی بیماری شمار کیا گیا ہے [1]۔ اور ہر وہ علت، نفاق اور کسی معاملے میں کمی کتاہی جو اعتدال اور تندرستی کی حالت سے نکل جائے اسے مرض کہتے ہیں[2]۔

قدیم فقہاء میں سے ابو بکر الرازی مرض کی اصطلاحی تعریف میں رقمطراز ہیں کہ " أن لا يقدر العضو على فعله الذي يخصه البتة، أو يقدر عليه قدرة ضعيفة ، أو يكون موجعا ، وإن كان يفعل فعله"[3] (انسانی جسم کا کوئی عضو اپنے خاص کام کو کرنے کی قدرت نہ رکھے، یا اس پر بہت کم قدرت ہو یا اگرچہ وہ کام کر رہا ہو مگر تکلیف کے ساتھ)، اور امام نووی رقمطراز ہیں کہ " قد علم أن الاطباء یقولون المرض هو خروج الجسم ع ن المجرى الطبیعی والمداو اةردهإليه"[4](میڈیکل ڈاکٹرز کے ہاں مرض سے مراد یہ ہے کہ جسم کا اپنی طبعی حالت سے نکل جانا اور علاج معالجہ سے اسے اپنی اصلی حالت کی طرف لایا جاتا ہے)۔

دواء کا شرعی مفہوم

دواء کا لفظ باب مفاعلہ سے داویتہ کا مصدر ہے اور اس کی جمع ادویۃ آتی ہے اور یہ علاج معالجہ کے معنی میں آتا ہے [5]۔ علاج معالجہ کی اصطلاحی تعریف میں ڈاکٹر عبد اللطیف الحسینی رقمطراز ہیں کہ " بأنه مجموعة الاعمال التي يتخذها الطبيب للتخفيف عن المريض ولحمايته من المرض "[6](ہر وہ کام جو میڈیکل ڈاکٹر مریض سے تخفیف کرتے ہوئے اور اس کی بیماری سے حفاظت کرنے کے لیے استعمال کرے اس کو دوائی / علاج معالجہ کہتے ہیں) بعض حضرات نے یہ تعریف کی ہے کہ " أي مادة مباحة أو سبب شرعي يستخدم في تشخيص أو معالجة الأدواء التي تحل الإنسان أو تخفيفها أو

الوقاية منها"[7] (کوئی مباح اور جائز مادہ یا شرعی سبب جس کو کسی مرض کی تشخیص یا بیماریوں کے علاج معالجہ کے لیے، جو انسان کو لاحق ہو جاتی ہیں، یا ان میں تخفیف کے لیے یا ان سے بچنے کے لیے استعمال کیا جائے اس کو دواء کہتے ہیں)۔

چنانچہ مرض اور دوائی کی ان تعریفات کو مدنظر رکھ کر یوں کہا جاسکتا ہے کہ انسانی جسم کے اعضاء کے جو خاص وظائف اور کام ہیں ان کا کسی سبب کی وجہ سے صحیح انداز میں سرانجام نہ ہونے کو مرض جبکہ اس کام کو صحیح انداز میں سرانجام دینے کی غرض سے جو بھی کام یا کیمیائی مواد استعمال کیا جائے اسے علاج / دواء کہتے ہیں۔

علاج معالجہ کی مشروعیت

شریعت اسلامیہ نے ہمیشہ ایسے علم نافع کی معرفت حاصل کرنے کی ترغیب دلائی ہے جس کی بنیاد دلائل اور براہین پر ہو۔ اسی اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ انسان ایسا علم اور فن حاصل کرے جس سے پوری انسانیت فائدہ حاصل کرتے ہوئے اپنی صحت کی حفاظت کرے اور تمام قسم کی بیماریوں سے نجات حاصل کر سکے۔ اور بیماریوں سے علاج کے زریعے نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ جمہور فقہاء[8] نے علاج معالجہ کی مشروعیت پر مندرجہ ذیل دلائل سے استدلال کیا ہے:

1۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿ثُمَّ كُلِي مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾[9]، (پھر تو کھا ہر قسم کے پھلوں سے (اور ان کے رس چوس)، پھر چل نکل اپنے رب کی ہموار کردہ راہوں پر (سو اس کے نتیجے میں) اس کے پیٹ سے پینے کی ایک ایسی (عظیم الشان) چیز نکلتی ہے جس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں اور اس میں شفاء ہے لوگوں کے لئے، بلاشبہ اس میں بڑی بھاری نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں)۔ تو یہ آیت واضح طور پر دوائی پی کر علاج کروانے کے جواز پر دلالت کر رہی ہے[10]۔

2۔ فرمان نبوی ﷺ ہے: "عن أسامة بن شريك، قال: أتيت النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه كأنما على رءوسهم الطير، فسلمت ثم قعدت، فجاء الأعراب من ها هنا وها هنا، فقالوا: يا رسول الله، أنتداوى؟ فقال: تداووا فإن الله عز وجل لم يضع داء إلا وضع له دواء، غير داء واحد الهرم"[11] (اسامہ بن شریک فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس حال میں کہ صحابہ کرام اس طرح خاموش بیٹھے تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں پس میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا اچانک ادھر ادھر سے دیہاتی آنا شروع ہو گئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہم علاج معالجہ کیا کریں؟ فرمایا کہ علاج معالجہ کیا کرو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نہیں رکھی مگر یہ کہ اس کا علاج بھی رکھا ہے سوائے ایک بیماری کے (یعنی بڑھاپا) جس کا کوئی علاج نہیں۔) یہ حدیث بھی اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ طبی معائنہ کروانا اور علاج معالجہ کروانا درست اور جائز ہے، اس میں کسی قسم کی کراہت نہیں ہے۔

3۔اسی طرح فرمان نبوی ﷺ ہے: "عن جابر، قال: رمي سعد بن معاذ في أكحله، قال: فحسمه النبي صلى الله عليه وسلم بيده بمشقص، ثم ورمت فحسمه الثانية"[12] (حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بازو کی رگ میں تیر لگا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کے ساتھ تیر کے پھل سے اس کو داغا پھر ان کا ہاتھ سوج گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوبارہ داغا)۔

4-اسی طرح یہ فرمان نبوی ﷺ ہے :" عن جابر قال بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى أبي بن كعب طبيبا فقطع منه عرقا ثم كواه عليه" [13](حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک طبیب بھیجا جس نے ان کی ایک رگ کاٹ دی پھر اس کو داغ دیا) ۔تو ان دونوں احادیث میں نبی کریم ﷺ نے طبیب کو اس لیے بھیجا تاکہ وہ مریض کی رگ کو کاٹ کر اس کو داغ دے۔اور یہ علاج کی ایک قسم ہے۔

دوائی ساز کی شرائط

دواسازی کا عمل اتنا آسان نہیں ہے جس طرح سے اسے سمجھ لیا گیا بلکہ یہ ایک ایسا عمل ہے کہ اگر دوائی بنانے والا آدمی دوائی بناتے وقت کچھ چیزوں کا اہتمام نہ کرے تو مریض کے لیے وہی دوائی جان لیوا ثابت ہو سکتی ہے۔چنانچہ دوائی بنانے والے انسان میں مندرجہ ذیل مہارتوں کا پایا جانا نہایت ضروری ہے:

نمبر 1 : دوائی ساز کے لیے اپنے پیشے کے بارے میں مکمل علم رکھنا، اس کی معرفت رکھنا بہت ضروری ہے۔

یہ امر اس لیے ضروری ہے کہ ادویہ کی ترکیب، اس کا تجربہ اور اس کو مطلوبہ طریقے کے مطابق استعمال کرنے کی قدرت سے اس دوائی کو مفید بنایا جاسکتا ہے۔ اور اس مہارت کا وجود دو چیزوں سے ظاہر ہو گا:

- کہ دوائی بنانے کی کیفیت، ترکیب سے واقفیت۔
- مطلوبہ طریقے کے مطابق اسپر عمل کرنے کی قدرت۔ اگر وہ آدمی اس مہارت سے عاری ہو تو اس پر ادویہ سازی کی شرعی طور پر پابندی لگادی جائے گی۔ اور جہالت کی حالت میں اس کا ایسا عمل معتدی / زیادتی کرنے والے کے مترادف ہو گا [14]۔ چنانچہ حضرت زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ " أَنَّ رَجُلاً فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم أَصَابَهُ جُرْحٌ. فَاحْتَقَنَ الْجُرْحُ الدَّمَ. وَأَنَّ الرَّسول صلى الله عليه وسلم دَعَا رَجُلَيْنِ مِنْ بَنِي أَنْمَارٍ فَقَالَ: أَيُّكُمَا أَطَبُّ؟فَقَالاَ: أَوَ فِي الطِّبِّ خَيْرٌ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ: أَنْزَلَ الدَّوَاءَ الَّذِي أَنْزَلَ الأَدْوَاءَ"[15] (ایک آدمی کو نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں زخم پہنچا جس سے اس کا خون پھوٹ پڑا تو نبی کریم ﷺ نے بنی انمار کے دو آدمیوں کو بلایا اور پوچھا کہ آپ دونوں میں سے علم طب کون زیادہ صحیح جانتا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا علم طب اچھا کام ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ جس ذات نے مرض اتاری ہے اسی نے اس کا علاج بھی نازل کیا ہے)۔ تو اس حدیث سے بھی پتہ معلوم ہو تا ہے کہ کسی بھی فن یا علم میں اس فن یا علم میں مہارت رکھنے والے آدمی سے مدد لینی چاہیے، کیونکہ اسی مہارت کے ذریعے آدمی کسی کام میں درستگی حاصل کر سکتا ہے۔ لہذا دوائی ساز کا اپنے فن میں ماہر ہونا بہت ضروری ہے اور اس کے لیے ضروری ہے کہ مسلسل نئی تحقیقات کا مطالعہ کرتا رہے کیونکہ ان تحقیقات میں آئے روز نئی نئی بیماریوں کے علاج اور ادویہ سامنے آتی ہیں جو کسی بھی مریض کے علاج کے لیے مفید ہو سکتی ہیں۔

نمبر 2۔ سچائی اور امانت سے کام کرنا

دوائی ساز کے لیے امین اور سچا ہونا بہت ضروری ہے۔ ادویہ سازی کے کام میں امانت اور سچائی کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو دھوکہ دینے، خیانت کرنے، ملاوٹ کرنے اور جھوٹ سے کام نہ لے۔ کیونکہ یہ کام اس پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح دوسروں پر حرام ہیں۔ بلکہ اس شعبے میں ان کاموں کی وعید

بڑھ جاتی ہے کیونکہ ادویہ سازی کے کام میں ملاوٹ اور جھوٹ سازی سے کام لینے کی وجہ سے بہت خطرناک نقصان مریض کو لاحق ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ اس کی ممکنہ صورتوں میں سے یہ ہے کہ کوئی کمپنی کسی نئی دوائی کے بنانے کا اعلان کرے جبکہ حقیقت میں وہ کمپنی نئی دوائی تیار نہ کرے۔ اور اس سے اس کا مقصد صرف تجارتی اکتساب کے علاوہ اور کچھ نہ ہو۔ اسی طرح کسی دوائی میں بغیر ضرورت کے الکحل اور خنزیر کے اجزا جیسے حرام مواد داخل کر دینا[16]۔

نمبر3۔ ادویہ سازی سے متعلقہ ضروری احکام سے واقفیت حاصل کرنا

ادویہ سازی کے عمل میں شبہات اور محرمات سے بچنے کے لیے دوائی ساز پر ضروری ہے کہ ادویہ سے متعلقہ شرعی احکام وضوابط کو جانتا ہو۔ ادویہ سازی سے تعلق رکھنے والے شرعی احکامات کو جاننا واجب کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ ادویہ کو شبہات اور محرمات سے بچانا واجب ہے اور اس واجب کو شرعی احکام جانے بغیر حاصل نہیں کیا جا سکتا ہے۔ لہذا " ما لا يتم الواجب الا به فهو واجب " کے تحت شرعی احکامات کا جاننا بہت ضروری ہے[17]۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول "لا يبع في سوقنا إلا من قد تفقه في الدين[18] (کہ ہمارے بازار/مارکیٹ میں کوئی آدمی خرید وفروخت نہیں کر سکتا سوائے اس آدمی کے جو دین میں فقیہ ہو) جب مالی معاملات میں شرعی احکامات کی معرفت حاصل کرنا لازمی قرار دیا جا رہا ہے تو جان، بدن اور عزت کی حفاظت کرنا مالی معاملات سے کئی گنا زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ لہذا تمام فنون سے متعلقہ شرعی احکامات کا جاننا بہت ضروری ہے تاکہ شریعت کی خلاف ورزی سے بچا جا سکے۔

ادویہ سازی کے ذرائع

اس ترقی یافتہ دور میں، سائنس اور ٹیکنالوجی نے جہاں دوسرے شعبوں میں انقلاب برپا کیا ہے وہاں میڈیکل کے شعبے میں بھی بہت زیادہ بہتری (Improvement)، ترقی (Advancement) اور تبدیلیاں (Changing's) رونما ہوئی ہیں۔ چنانچہ جس طرح نئی نئی بیماریوں کے مختلف اور پر اثر علاجات کو دریافت (Discover) کیا جا رہا ہے، اسی طرح ان میں استعمال ہونے والی وہ ادویہ جن کو پہلے مختلف جڑی بوٹیوں کی مدد سے بنایا جاتا تھا اب ان کو مختلف مواد سے ایجاد (Invent) کیا جا رہا ہے۔ تو جس مواد سے ادویہ سازی کا کام کیا جا رہا ہے یا تو وہ حلال اور جائز ہیں یا حرام۔ اور حرام مواد میں

سے بعض ایسے بھی ہیں کہ جن کی اصلی حالت (حرمت) کو کسی دوسری حالت (حلت) میں تبدیل کیا جا سکتا ہو۔ تو اس لحاظ سے وہ مواد / ذرائع جن سے دوائیاں بنائی جارہی ہیں ان کی مندرجہ ذیل مختلف اقسام ہیں:

1. ایسے ذرائع جو مباح اور جائز ہیں اور دوائی بنانے کے بعد وہ اپنی اصلی حالت پر برقرار رہیں۔
2. ایسے ذرائع جو حرام اور ناجائز ہیں اور ان کو دوائی بنانے کے بعد اپنی اصلی حالت میں محفوظ کیا جا سکے۔
3. ایسے مواد / ذرائع جو حرام / ناجائز ہوں اور دوائی بنانے کے بعد ان کا حکم تبدیل ہو جائے۔

پہلی قسم: مباح اور جائز مواد سے ادویہ سازی کا حکم

یہ بات یاد رکھنا بہت ضروری ہے کہ شرعی طور پر علاج معالجہ میں جائز اور درست طریقہ علاج اور اس میں استعمال ہونے والی ایسی ادویہ جو حلال اور جائز ذرائع سے بنی ہوں، کا انتخاب از حد ضروری ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے: "إن اللّٰہ خلق الداء والدواء فتداووا ، ولا تَتَدَاووا بحرام"[19] (بے شک اللہ تعالی نے مرض اور دوائی کو پیدا کیا ہے چنانچہ تم علاج معالجہ کا اہتمام کیا کرو، لیکن حرام چیز سے علاج معالجے سے بچو)۔

ان احادیث کو مد نظر رکھتے ہوئے زمین کے ذرات، درختوں اور ایسی جڑی بوٹیوں سے بنی ہوئی دوائیوں سے علاج معالجہ کرنا درست ہے جن کی حرمت کی دلیل نہ پائی جائے کیونکہ وہ حرام نہیں ہیں۔ جیسا کہ امام ابن تیمیہؒ رقم طراز ہیں: " فاعلم ان الاصل في جميع الاعيان الموجودة على اختلاف اصنافها وتباين اوصافها ان تكون حلالا مطلقا، وان تكون طاهرة لايحرم عليهم ملابستها ومباشرتها ، ومماستها وهذه كلمة جامعة ، ومقالة عامة وقضية فاضلة عظيم المنفعة واسع البركة يفزع اليها حملة الشريعة فيما لا يحصى من الاعمال وحوادث الناس "[20] (پس یہ بات جان لو کہ تمام موجودہ اعیان / مادی اشیا اپنی مختلف اقسام اور اوصاف کا استعمال کرنا حلال ہے اور یہ پاکیزہ ہیں جن کو چھونا اور ہاتھ لگانا حرام نہیں ہے، اور یہ ایک جامع کلمہ، ایک عمومی بات اور فضیلت والا معاملہ ہے جو کہ برکت اور منفعت سے مالامال ہے جس کی طرف شریعت پر عمل کرنے والے غیر محدود کاموں اور معاملات میں بھاگ کر جاتے ہیں)۔

چنانچہ کرہ ارض پر موجود تمام ایسی چیزیں جو انسان کے لیے فائدے کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں اور ان کی حرمت کی کوئی دلیل نہیں ہے اس سے علاج معالجہ کرنا درست ہے۔ اس میں تمام ذرائع مثلاً، مائع (Liquid)، جامد (Solid) اور شعاعوں کے ذریعے ہونے والے علاج شامل ہیں۔ سعودی عرب کے سابقہ مایہ ناز عالم اور مفتی کا فتوی بھی موجود ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے: " يجوز التداوي اتفاقا ، وللمسلم ان يذهب الى دكتور امراض باطنية او جراحية او عصبية او نحو ذلك ؛ ليشخص له مرضه ويعالجه بما يناسب له من الادوية المباحة شرعا حسبما يعرفه في علم الطب ؛ لان ذلك من باب الاخذ بالاسباب العادية المباحة ولاينافي التوكل على الله سبحانه وتعالى "[21] (اور علاج معالجہ کرنا بالاتفاق جائز ہے، اور ایک مسلمان کے لیے جائز ہے کہ وہ باطنی، جلدی، عصبی یا کسی بھی بیماری کی حالت میں میڈیکل ڈاکٹر کے پاس معائنہ کے لیے جائے تاکہ وہ اس کی مرض کی تشخیص کرکے اس کے علاج کے لیے اپنے طبی علم کے مطابق موزوں اور شرعی طور پر مباح ادویہ مقرر کرے کیونکہ یہ اسباب کو اختیار کرنے کا ایک پہلو ہے اور اس سے اللہ پر توکل کرنے کی خلاف ورزی نہیں ہوتی)۔

مذکورہ بالا حدیث اور فقہاء کے اقوال ذکر کرنے سے واضح ہوا کہ ایسے ذرائع جو انسانی جان کے لیے مفید ہیں اور ان کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں ہے ان سے ادویہ سازی کی جاسکتی ہے اور شرعاً ایسی ادویہ کا استعمال کرنا درست ہے ان میں کسی قسم کی کوئی قباحت نہیں ہے۔

دوسری قسم: حرام اور ناجائز ذرائع (جن کی حرمت کی خاصیت ادویہ سازی کے بعد بھی برقرار رہے) سے تیار شدہ دوائیوں کے بنانے اور استعمال کا حکم

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ میڈیکل کے شعبہ میں سائنسی ترقی نے تجربات اور تحقیق کی روشنی میں بعض ایسی ادویات تیار کر دی ہیں جو صرف اور صرف نشہ آور جڑی بوٹیوں سے تیار ہوتی ہیں۔ ان میں سے بعض تو مختلف امراض کے علاج کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جبکہ بعض دوسری ایسی ادویات کو شدید تکالیف سے آرام حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ سوال یہ ہے کہ ایسی ادویات تیار کرنے کا کیا حکم ہے؟ اس سوال کا جواب قدرے تفصیلی ہے کیونکہ وہ نشہ آور چیزیں اور حرام ذرائع جن سے ایسی ادویات بنائی جاتی ہیں وہ بہت زیادہ ہیں۔ چنانچہ ایسی ادویہ جن کو شراب سے بنایا

جاتا ہے اور وہ ادویہ جن کو شراب کے علاوہ دوسرے حرام ذرائع سے بنایا جاتا ہے ان سے علاج معالجہ کروانے کے حوالے سے علمانے فرق کیا ہے، جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

شراب یا شراب سے بنی ادویہ سے علاج کا حکم

جمہور علمانے شراب (شراب سے بنی ادویہ) سے علاج کروانے کو حرام قرار دیا ہے [22] اور اس موقف کی تایید میں یہ فرمان نبوی ﷺ پیش کیا ہے: "أن طارق بن سوید الجعفي، سأل النبي صلی الله علیه وسلم عن الخمر، فنهاه أو كره أن يصنعها، فقال: إنما أصنعها للدواء، فقال: إنه ليس بدواء، ولكنه داء "[23] (حضرت طارق بن سوید جعفی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ناپسند فرمایا کہ شراب کا کچھ بنایا جائے حضرت طارق نے عرض کیا کہ میں شراب کو دوا کے لئے بناتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ دوا نہیں بلکہ بیماری ہے)۔

امام نوویؒ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ " فيه التصريح بانها ليست بدواء ، فيحرم التداوي بها" [24] (اس حدیث میں اس بات کی صراحت ہے کہ شراب دوائی نہیں ہے بلکہ یہ بیماری ہے)۔ اور ڈاکٹر محمد البار رقم طراز ہیں کہ " فقد كانوا يزعمون الى عهد قريب ان للخمر فوائد طبية ، ثم تقدمت الاكتشافات العلمية وبطلت تلك المزاعم ، وتبين انها اوهام ، وان كلام الصادق المصدوق هو الحق الذي لاريب فيه ولا التباس" [25] (زمانہ قریب کے بعض لوگوں کا یہ دعوی تھا کہ شراب کے کچھ فوائد ہیں، لیکن سائنسی اور علمی معجزات کی بدولت معلوم ہوا ہے کہ ایسے سارے گمان جھوٹے تھے اور یہ بھی واضح ہوا ہے کہ ایسے تمام دعوے شکوک وشبہات ہی تھے جن کی کوئی حقیقت نہیں تھی، اور یہ کہ پیارے سچے نبی ﷺ کا کلام ہی برحق ہے جس میں کسی قسم کا کوئی شک اور التباس نہیں ہے)۔ فقہا کے ان اقوال سے معلوم ہوا کہ شراب سے ادویہ سازی کرنا اور علاج معالجہ کرنا حرام ہے۔

شراب کے علاوہ نشہ آور ذرائع سے ادویہ سازی اور ان سے علاج کا حکم

شراب کے علاوہ نشہ آور چیزوں سے ادویہ بنانا اور ان سے علاج کرنا فقہاء کے ہاں کچھ ضوابط کو مد نظر رکھتے ہوئے جائز ہے؛ کیونکہ ایسی صورت میں اگر ان شراب کے علاوہ نشہ آور چیزوں سے بنی ہوئی ادویہ سے علاج نہ کیا گیا تو ایسی ادویہ کو استعمال کرنے کے نقصان سے زیادہ بڑا نقصان واقع ہو سکتا ہے۔

چنانچہ مندرجہ ذیل فقہی قاعدے کے تحت " اذا تعارض مفسدتان روعي اعظمهما ضررا بارتكاب اخفهما"[26] بڑے نقصان سے بچنے کے لیے چھوٹے نقصان کا ارتکاب کیا جائے گا۔ اور مندرجہ ذیل آیات اس بات کی تائید کرتی ہیں:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴾[27] ، (سوائے اس کے نہیں کہ اس نے تم پر تمہارے ہی بھلے کے لیے حرام فرمایا ہے مردار، خون، اور خنزیر کے گوشت کو اور ہر ایسی چیز کو جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو اور اسے اس سے نامزد کیا گیا ہو پھر اس میں بھی اتنی چھوٹ ہے کہ جو کوئی لاچار ہو جائے اور اس بناء پر وہ ان میں سے کچھ کھالے بشرط کہ نہ تو وہ لذت کا طالب ہو اور نہ ہی حد ضرورت سے تجاوز کرنے والا تو ایسے شخص پر کوئی گناہ نہیں بیشک اللہ بڑا بخشنے والا نہایت ہی مہربان ہے)۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ وَإِنَّ كَثِيرًا لَيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ﴾[28] (اور آخر کیا وجہ ہے کہ تم ایسے جانور میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان سب جانوروں کی تفصیل بتا دی ہے جن کو تم پر حرام کیا ہے مگر وہ بھی جب تمہیں سخت ضرورت پڑ جائے تو حلال ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ بہت سے آدمی اپنے خیالات پر بلا کسی سند کے گمراہ کرتے ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ حد سے نکل جانے والوں کو خوب جانتا ہے)۔

چنانچہ ان آیات سے واضح معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مجبور اور ناچار آدمی کے لیے حرام چیز کا استعمال کرنا جائز قرار دیا ہے، اور مریض بھی مضطر اور مجبور انسان ہے[29]۔

فقہا اور علما نے بھی مذکورہ بالا آیات سے اضطراری حالت میں حرام چیز کے کھانے کے جواز کو بیان کیا ہے۔ چنانچہ ابن قدامہ حنبلیؒ رقمطراز ہیں کہ " اجمع العلما على تحريم الميتة حالة الاختيار، وعلى اباحة الاكل منها في الاضطرار. وكذلك سائر المحرمات" [30] (فقہا اور علما کا اختیاری حالت / عام حالات میں مردار کے کھانے کے حرام ہونے پر اجماع ہے جبکہ اضطراری حالت میں اس سے کھانا جائز ہے، اسی طرح باقی تمام حرام چیزوں کے استعمال کا حکم ہے)۔ اسی طرح ابن

فرحون رقمطراز ہیں کہ " والظاهر جواز ما سقي من المرقد [31] لقطع عضو ونحوه ؛ لان ضررالمرقد مامون وضرر العضو غير مامون"[32] (کسی عضو کو کاٹنے کی غرض سے کسی خواب آور / نشہ آور دوائی کا استعمال کرنا جائز ہے؛ کیونکہ ایسی دوائی کے نقصان سے تو بچا جا سکتا ہے جبکہ اس عضو کی نقصان سے نہیں بچا جا سکتا) ،اور اسی طرح امام نوویؒ نے بیان کیا ہے کہ " يجوز شرب الدواء المزيل للعقل للحاجة"[33] (عقل کو زائل کرنے والی (نشہ آور) دوائی کو ضرورت اور حاجت کی بنا پر استعمال کرنا جائز ہے)۔ اسی طرح ابن رجب رقمطراز ہیں کہ " ما يزيل العقل ويسكر ولالذة فيه ولا طرب كالبنج ونحوه فقال اصحابنا : ان تناوله لحاجة التداوي به وكان الغالب منه السلامة جاز "[34] (جو چیز عقل کو زائل کر دے اور اس پر پردہ ڈال دے، نہ اس میں لذت ہو اور تری ہو، جیسے بھنگ وغیرہ اور ایسی چیز کے استعمال سے غالب گمان یہی ہو کہ اس سے سلامتی / شفا مل جائے گی تو اس کو ضرورت اور حاجت کی صورت میں استعمال کرنا جائز ہے)۔

فقہا کے ان اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر میڈیکل ڈاکٹر شراب کے علاوہ نشہ آور چیزوں سے بنی ہوئی ادویہ سے علاج کرنے کی طرف مجبور ہو جائے جو کہ علاج کے لیے موزوں بھی ہو، اور اس کے علاوہ کوئی شرعی متبادل بھی موجود نہ ہو تو اس کے لیے ایسی ادویہ سے اتنی مقدار سے علاج کرنا جائز ہے جس سے مرض ختم ہو جائے اور علاج مکمل ہو جائے۔ سعودی عرب کی دائمی کمیٹی برائے فتاوی سے جب پوچھا گیا کہ نشہ آور ادویہ کا استعمال ضرورت اور حاجت کے وقت کیسا ہے؟ تو کمیٹی نے مندرجہ ذیل فیصلہ دیا: " إذا لم يعرف مواد أخرى مباحة تستعمل لتخفيف الألم عند المريض سوى هاتين المادتين جاز استعمال كل منهما لتخفيف الألم عند الضرورة، وهذا ما لم يترتب على استعمالهما ضرر أشد أو مساوٍ كإدمان استعمالهما "[35] (جب مریض کی مرض کی تخفیف کے لیے ان مواد کے علاوہ کوئی اور مباح مواد نہ ہو تو ضرورت کے وقت ان کا استومال جائز ہے اور یہ اس وقت جائز ہے جبکہ اس کے مسلسل استعمال سے اس پر اس سے شدید یا اس جیسا نقصان مرتب نہ ہو)۔

تیسری قسم: ایسے مواد / ذرائع جو حرام / ناجائز ہوں اور دوائی بنانے کے بعد ان کی اصلی حالت بدل جائے، ایسے مواد کے استعمال کا حکم

بعض ایسے حرام مواد ہیں جن کی خاصیت تبدیل ہو جاتی ہے اور وہ کسی اور مواد سے تبدیل ہو جاتے ہیں، ایسے مواد سے ادویہ سازی کا کیا حکم جاننے سے پہلے مواد کی جو حالت تبدیل ہو رہی ہے اس کو

جاننا بہت ضروری ہے کہ آیا وہ کس قسم کے مواد سے تبدیل ہو رہا ہے۔ اور اس تبدیلی کو اصطلاح میں استحالہ کہتے ہیں۔

چنانچہ لغوی طور پر استحالہ، جس کا مادہ (ح۔و۔ل) یا (ح۔ا۔ل) کے معنی ہیں ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف تبدیل ہونا، یا کسی چیز کا اپنی طبعی حالت اور صفات میں تبدیل ہو جانا [36]۔ اور فقہا کی اصطلاح میں استحالہ سے مراد یہ ہے کہ " هو تغير ماهية الشي ء تغيرا لا يقبل الاعادة" [37] (کسی چیز کی ماہیت کا ایسے تبدیل ہونا کہ وہ پہلی حالت دوبارہ اختیار نہ کر سکے)۔ اور سائنسی اصطلاحات کے مطابق استحالہ سے مراد یہ ہے کہ " هو تفاعل كيميائي يحول المادة الى مركب آخر كتحول الريت الشحوم غلى اختلاف مصادرها الى صابون" [38] (ایسا کیمیائی اثر جو کسی مواد کو نئے مرکب میں تبدیل کر دے، جیسے تیل اور چربی سے صابن بنایا جاتا ہے)۔

چنانچہ ادویہ سازی کے دوران اگر حرام اور نجس مواد کسی اور مرکب کی صورت اختیار کر لے تو اس سے ادویہ سازی اور اس کے استعمال کا کیا حکم ہے؟ اس کے لیے دو مسائل کو تفصیل سے جاننا ضروری ہے۔

پہلا مسئلہ: کسی نجس / حرام مواد کا کسی دوسری حقیقت کو (خود بخود) اختیار کرنے کا حکم

جمہور فقہا کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر شراب خود بخود (کسی خارجی عمل کے بغیر) سرکے کی صورت اختیار کر لے تو وہ پاک ہو جاتا ہے اور نتیجۃً اس سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے [39]۔ جس کی دلیل نبی ﷺ کا یہ فرمان گرامی ہے: "عن جابر بن عبد الله، أن النبي صلى الله عليه وسلم سأل أهله الأدم، فقالوا: ما عندنا إلا خل، فدعا به، فجعل يأكل به، ويقول: نعم الأدم الخل، نعم الأدم الخل" [40] (حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں سے سالن طلب فرمایا تو انہوں نے عرض کیا ہمارے پاس سوائے سرکہ کے اور کچھ نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرکہ منگوایا اور اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی کھانی شروع کر دی پھر فرماتے ہیں بہترین سالن سرکہ ہے بہترین سالن سرکہ ہے)۔ تو چونکہ شراب کی حرمت کی علت اور وجہ نشہ آور ہونا ہے اور وہ علت سرکہ بننے کی وجہ سے زائل ہو چکی ہے لہذا جب علت نہ پائی گئی تو اس کا اثر حرمت والا بھی نہیں پایا جائے گا [41]۔

البتہ شراب کے علاوہ باقی نجاسات، مثلاً کتا، اگر کسی نمک کی کان میں گر جائے یا آگ کی بھٹی میں گر کر راکھ بن جائے تو اس، کے حکم کے بارے میں فقہا کا اگرچہ اختلاف ہے مگر راجح یہی ہے کہ اگر کوئی عین نجس مواد کسی پاک مواد کی صورت اختیار کرلے تو اس سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے۔ اور اس قول کو حنفی، مالکی بعض شافعی اور بعض حنبلی فقہا (امام ابن تیمیہؒ) نے اختیار کیا ہے [42]۔ اور اس کی تائید میں مندرجہ ذیل دلائل ہیں:

1. اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾[43] (اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بناتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں) ۔ چنانچہ جب کوئی مردار آگ میں جل کر راکھ ہو جائے تو وہ اپنی نجاست ختم ہونے کے بعد پاک ہو جاتا ہے[44]۔
2. جب نجاست کا رنگ، بو اور ذائقہ باقی نہ رہا اور اس کی ذات پر اب نجس کے علاوہ کسی اور نام کا اطلاق ہونے لگا تو اس کا حکم بھی تبدیل ہو گا[45]۔
3. استقرا سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی ایک جنس سے کسی دوسری جنس میں تبدیل ہو جائے جیسے کہ شراب اور چمڑا دباغت کے بعد ہے، تو اس سے نجاست کا حکم بھی ختم ہو جاتا ہے[46]۔

اسی بارے میں ابن حزم رقمطراز ہیں کہ " اذا استحالت صفات عين النجس او الحرام فبطل عنه الاسم الذي به ورد ذلك الحكم ، وانتقل الى اسم آخر وارد على حلال طاهر ، فليس هو ذلك النجس ولا ذلك الحرام ، بل قد صار شيئا آ خر ذا حكم آخر" [47]

(جب کسی عین نجس یا حرام کی صفات تبدیل ہو جائیں تو اس سے وہ حکم ختم ہو جاتا ہے جو اس نام کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس کا نام حلال اور پاک نام میں تبدیل ہو جاتا ہے چنانچہ اب ہو نہ نجس ہے اور نہ حرام، بلکہ وہ کوئی دوسرے مختلف حکم والی کوئی اور چیز بن گئی ہے)۔ اور اسی بارے امام ابن تیمیہؒ بیان فرماتے ہیں کہ " وتنازعوا فيما اذا صارت النجاسة ملحا في الملاحة او صارت رمادا او صارت - الميتة والدم والصديد ترابا كترات المقبرة فهذا فيه اختلاف — وبعد ذكر ه للخلاف قال : والصوات ان ذلك كله طاهر ؛ اذ لم يبق شيئ من النجاسة لا طعمها ولا لونها ولا ريحها"[48] (فقہا نے اس بات میں اختلاف کیا ہے کہ اگر نجاست نمک کی کان میں نمک بن جائے یا راکھ بن جائے یا - مردار، خون تلچھٹ قبر کی مٹی کی طرح مٹی بن جائے اس میں اختلاف ہے - یہاں

اختلاف ذکر کرنے کے بعد فرمایا: اور درست بات یہی ہے کہ ان تمام کا حکم پاک ہے؛ کیونکہ ان چیزوں میں نجاست نہیں رہی، نہ اس کا ذائقہ، نہ رنگ اور نہ بو)۔

ان تمام دلائل اور فقہا کی عبارتوں سے معلوم ہوا کہ جب کسی بھی نجس چیز سے کسی بھی سبب خود بخود جنس کا اسم ختم ہو جائے تو اس سے نجاست کا حکم ختم ہو جاتا ہے اور حلت کا حکم لگایا جاتا ہے۔ اور نتیجۃً اس چیز کو کسی بھی ادویہ سازی میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

دوسرا مسئلہ: کسی عین نجس چیز کو جان بوجھ کر کسی دوسری چیز سے بدلنے کا حکم

اگر کوئی آدمی شراب کو سرکہ بنائے تو کیا وہ حلال ہو گا یا نہیں، اس بارے میں فقہا نے اختلاف کیا ہے اور راجح یہ ہے کہ شراب کو جان بوجھ کر سرکہ بنانا جائز نہیں ہے اور سرکہ بننے کے بعد شراب حلت مین تبدیل نہیں ہو گی۔ اسی قول کو مالکی فقہا نے ابن قاسم اور ابن وہب کی روایت کے مطابق، شافعیہ اور حنبلیہ نے اختیار کیا ہے اور امام ابن تیمیہؒ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے ک [49]۔ اور اس کی دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

1. فرمان نبوی ﷺ ہے: " عن أنس، أن النبي صلى الله عليه وسلم سئل عن الخمر تتخذ خلا، فقال: لا "[50](حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کا سرکہ بنانے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں)۔

2. اسی طرح فرمان نبوی ﷺ ہے: " عن أنس بن مالك، أن أبا طلحة، سأل النبي صلى الله عليه وسلم عن أيتام ورثوا خمرا، قال: أهرقها قال: أفلا أجعلها خلا؟ قال: لا"[51](انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان یتیموں کے بارے میں سوال کیا جنہیں میراث میں شراب ملی تھی، آپ نے فرمایا کہ اسے بہادو۔ انہوں نے فرمایا کہ میں اسے سرکہ نہ بنا لوں۔ فرمایا کہ نہیں)۔ تو ان دونوں احادیث میں نبی کریم ﷺ نے شراب سے سرکہ بنانے سے منع فرمادیا ہے جس سے پتہ چلا کہ سرکہ بنانا جائز نہیں ہے۔

3. حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ " لا تاكلوا خل خمر الا خمرا بدا الله بفسادها ولا جنا ح على مسلم ان يشتري خل خمر اهل الكتاب ما لم يعلموا انهم تعمدوا افسادها "

[52](شراب کا سرکہ نہ کھاوالا یہ کہ اللہ نے اس کو خراب کر دیا ہو (کہ اللہ نے اس شراب کو سرکہ بنایا ہو) اور کسی مسلمان پر اہل کتاب سے شراب کا سرکہ اس وقت تک کریدنے مین کوئی حرج نہیں ہے جب تک اسے یہ معلوم نہ ہو کہ انہوں نے اس شراب کو جان بوجھ کر سرکہ بنایا ہے)۔

4. شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کا قول ہے کہ " والعين اذا كانت محرمة لم تصر محللة بالفعل المنهي عنه ؛ لان المعصية لا تكون سببا للنعمة والرحمة"[53] (جب کوئی چیز عین حرام ہو وہ کسی ممنوع کام سے حلال نہیں ہو گی؛ کیونکہ معصیت نعمت اور رحمت کا سبب نہیں بن سکتی)۔

ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ شراب کو اگر خود کسی سبب سے سرکہ بنایا جائے تو اس کو استعمال کرنا حرام ہے، ہاں اگر وہ خود بخود سرکہ بن جائے تو اس کو ادویہ سازی میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

شراب کے علاوہ باقی محرمات چیزوں کو استحالہ کے بعد ادویہ سازی کے استعمال کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس سے ممانعت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ جمہور فقہانے بھی خرید و فروخت، کھانے پینے اور بدن کے علاوہ محرم اور نجس چیزوں سے فائدہ حاصل کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔[54] جیسا کہ بحری جہازوں کو مردار کی چربی لگانا، نجس تیل سے چراغ جلانا، نجس تیل سے صابن بنانا وغیرہ۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے ایسی چیزوں کے بارے میں ایک تفصیلی نوٹ دیا ہے جس کی ایک عبارت یہ ہے: " والصحيح انه لا يحرم شيئ من ذلك ... فان هذه الاعيان لم يتناولها نص التحريم لا لفظا ولا معنى وهي اولى بذلك من الخمر المنقلبة بنفسها "[55](اور صحیح بات یہ ہے کہ ان میں سے کوئی چیز بھی حرام نہیں ہے۔۔۔ کیونکہ ان چیزوں کی حرمت پر نہ کوئی لفظی دلالت ہے اور نہ معنوی، بلکہ یہ پاک چیزیں ہیں جن کی حلت پر دلالت موجود ہے، لہذا یہ شراب کے خود بخود سرکہ بن کر حلت حاصل کرنے والے حلال سے زیادہ بہتر ہے)۔

گزشتہ بیان سے واضح ہوتا ہے کہ استحالہ سے ایک نجس چیز ایک نئے مادے کی صورت اختیار کر کے پاک ہو جاتی ہے، چنانچہ اسی بارے رابطہ عالم اسلامی کی ماتحت مجمع فقہ اسلامی نے اپنے سترہویں اجلاس میں فیصلہ صادر کیا ہے کہ " ان استحالة النجاسة الى مادة اخرى مختلفة عنها في صفاتها و خواصها كتحول الزيت الى صابون ونحو ذلك او استهلاك المادة بالتصنيع و تغير الصفات والذات تعد وسيلة مقبولة في الفقه الاسلامي للحكم بالطهارة واباحة الانتفاع بها

شرعا"[56] (ایک نجس چیز کو صفات وخواص میں دوسری چیز میں تبدیل کرنے سے، جیسا کہ تیل کو صابن بنانا یا اس کو نجس مادہ کی ذات کو ختم کرنے سے، طہارت حاصل ہو جاتی ہے جس سے نفع حاصل کرنا درست ہے)۔ چنانچہ اس تمام بحث کو مدنظر رکھتے ہوئے یوں کہا جائے گا کہ

1. اگر شراب کے علاوہ کسی نجس اور حرام چیز کو استحالہ کے ذریعے پاک کیا گیا ہو تو اس سے ادویہ سازی کی جاسکتی ہے۔
2. اور اگر شراب ہے تو اگر وہ خود بخود کسی دوسری پاک مادے کی شکل اختیار کر گئی ہے تو اس سے بھی ادویہ سازی کی جاسکتی ہے، اور اگر استحالہ کے ذریعے اسے پاک کیا گیا ہے تو پھر اس سے ادویہ سازی درست نہیں۔ اور اگر کوئی دوائی بلاد کفر سے بن کر آتی ہے اور اس میں نجس یا حرام کی ملاوٹ یقینی ہے اور وہ استحالہ کے ذریعے تبدیل ہو گئی ہے اور نجس مادے کا اثر ختم ہو چکا ہو تو وہ مباح کے میں ہو گی کیونکہ اس سے حرمت کو وصف ختم ہو گیا ہے [57]۔ اور اگر اس کا استحالہ نہیں ہوا تو پھر اس کو صرف ضرورت کے وقت استعمال کرنا جائز ہو گا ورنہ منع ہو گا۔

سعودی عرب کی دائمی کمیٹی برائے فتاوی نے نجس چیزوں سے نفع حاصل کرنا اوران سے ادویہ سازی کے بارے میں ایک تفصیلی نوٹ دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

1. جاری نجس پانی سے جسطرح نجاست دور کر کے یا نجاست دور کیے بغیر باغبانی وغیرہ کے لیے استعمال کرنا جائز ہے، شراب کا حکم اس سے مختلف ہے، اسے ہر حال میں انڈیل دینا ضروری ہے؛ کیونکہ اس کے بارے نبی ﷺ کا واضح فرمان موجود ہے کہ اس سے کسی بھی حالت میں فائدہ حاصل کرنا درست نہیں ہے۔
2. نشہ آور الکحل سے ادویہ کو خلط ملط کرنا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر اس قدر الکحل کی ملاوٹ ہو کہ اس کا رنگ، ذائقہ اور بو ظاہر نہ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے [58]۔ اور اگر بلاد کفر کوئی ایسی دوائی بن کر آئے جس میں حرام مادہ کی ملاوٹ سے مسلمان بے خبر ہوں تو اس کو اصلی حالت اباحت پر سمجھا جائے گا۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ کا قول اس دلالت کرتا ہے کہ کہ" لا تأكلوا خل خمر الا خمرا بدا الله بفسادها ولا جنا ح على مسلم أن يشتري خل خمر أهل الكتاب ما لم يعلموا أنهم تعمدوا

إفسادها " [59] (شراب کا سرکہ نہ کھاو الا یہ کہ اللہ نے اس کو خراب کر دیا ہو (کہ اللہ نے اس شراب کو سرکہ بنایا ہو) اور کسی مسلمان پر اہل کتاب سے شراب کا سرکہ اس وقت تک کریدنے مین کوئی حرج نہیں ہے جب تک اسے یہ معلوم نہ ہو کہ انہوں نے اس شراب کو جان بوجھ کر سرکہ بنایا ہے)۔

اور امام نوویؒ کا قول ہے کہ جب کفار کا ذبیحہ مسلمانوں کے لیے جائز ہے، جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ﴾ [60] (اور اہل کتاب کا ذبیحہ تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لئے حلال)۔ تو ان کی سرکہ سے بنائی ہوئی ادویہ بھی جائز ہوں گی، اور اس ایت کو صرف مذبوحہ جانوروں کے ساتھ خاس کرنا درست نہیں ہے [61]۔

ادویہ سازی سے متعلق چند اہم مسائل

کوئی بھی دوائی کسی مرض سے نجات حاصل کرنے کے مقصد کے تحت بنائی جاتی ہے یا امپورٹ (Import) کی جاتی ہے۔ اس مقصد پر پورا اترنے کی لیے دوائی کسی فارمیسی، مارکیٹ تک پہنچنے سے پہلے کئی مراحل سے گزرتی ہے۔ مثلا، مارکیٹ میں پبلیسٹی (Publicity) کرنے کے لیے حکومت کی اجازت حاصل کرنا اور اس بات کو یقینی بنانا کہ دوائی مضر صحت نہیں ہے وغیرہ۔ یہ تمام ادویہ سازی فیکٹری کی ذمہ داریاں ہیں۔ اور کسی طبی لیبارٹری کا اس دوائی کو مطلوبہ مرض سے نجات حاصل کرنے میں مفید ہونے کی تصدیق کرنا اور اس تصدیق سے پہلے اس دوائی کا مختلف لیبارٹریز میں معائنہ کرنا، پھر کسی حیوان پر اس کا تجربہ کرنا اور آخر میں اس تجربہ انسانوں پر کرنا یہ وہ مراحل ہیں جن سے ادویہ کا گزرنا اس لیے ضروری ہے تاکہ پتہ چلے کہ دوائی مضر صحت نہیں بلکہ مفید ہے۔

چنانچہ سب سے پہلا مسئلہ دوائی کا تجربہ کرنا ہے۔

پہلا مسئلہ: دوائی کا تجربہ کرنا

انسانوں اور حیوانوں پر تجربہ کرنے سے پہلے اس دوائی کا کسی رجسٹرڈ لیبارٹری میں معائنہ اور تجربہ کیا جاتا ہے اور اس کے بعد انسانوں پر اس کا تجربہ کرنے سے پہلے حیوانوں پر تجربہ کیا جاتا ہے۔ جسکا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ ادویہ سازی کی فیکٹری مختلف حیوانوں کو جمع کرے اور ان جانوروں پر دوائی کی کمیت، پر اثر ہونے، مرض کی نوعیت اور اس دوائی کے سائیڈ افیکٹ کو جانچنے کے اعتبار سے مختلف

تجربات کیے جائیں۔ تاکہ ان تمام چیزوں میں اس دوائی کے مفید ہونے کا پتہ چل سکے۔ اس مرحلے سے اس دوائی کے مفید ثابت ہونے کے بعد اس کا تجربہ انسانوں پر کیا جائے گا، کو تین مندرجہ ذیل مراحل سے گزرے گا:

پہلا مرحلہ : کچھ محدود انسانوں پر، محدود مدت کے لیے اس بنیادی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے تجربہ کیا جائے کہ آیا دوائی پر اثر ہے اور یہ کہ مرض سے سلامتی کے لیے بہتر ہے کہ نہیں۔

دوسرا مرحلہ : اس مرحلہ میں کچھ زیادہ لوگوں پر اس دوائی کا ہر لحاظ مفید ہونا چیک کیا جائے گا۔

تیسرا مرحلہ : اس مرحلہ میں اس دوائی کا عمومی طور پر بغیر کسی تحدید کے لوگوں پر تجربہ کیا جائے جس کی مدت چار سال ہوگی، تاکہ پتہ چل سکے کہ دوائی ہر لحاظ سے مفید ہے[62]۔

حیوانوں پر دوائیوں کے تجربات کرنے کا شرعی حکم

حیوانون پر انسانوں کی مصلحت کے لیے تجربہ کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ مطلوب نتیجہ تک پہنچنے کے لیے حیوانوں کو کم از کم تکلیف دی جائے۔ اس مختلف دلائل ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

1. اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً﴾[63]، (کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو خدا نے تمہارے قابو میں کر دیا ہے اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دی ہیں)۔
2. جس طرح حلال جانوروں کو انسانی غذا کے لیے ذبح کیا جاتا ہے اسی طرح انسانی مصلحت کے ان کو ذبح بھی کیا جاسکتا ہے[64]۔
3. شیخ عثیمینؒ سے حیوانوں پر میڈیکل نقطہ نظر سے تجربات کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ اللہ تعالی کے فرمان: ﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾[65]، (وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے واسطے جو کچھ زمین میں ہے سب پھر قصد کیا آسمان کی طرف سو ٹھیک کر دیا ان کو سات آسمان اور خدائے تعالی ہر چیز سے خبردار ہے)،

کے عموم کی وجہ سے، کسی آسان ترین طریقے کے مطابق حیوان کو زیادہ تکلیف دیئے بغیر اس پر تجربہ کرنے میں، کوئی حرج نہیں ہے[66]۔

انسانوں پر تجربات کرنے کا شرعی حکم:

جب کوئی ایسا تجربہ جس کا انسان کو نقصان نہ ہو اور وہ دوائی اس کی مرض سے موافقت رکھتی ہو تو تجربہ کیا جاسکتا ہے جس کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

1. نبی ﷺ کا فرمان ہے:" عن جابر، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: لكل داء دواء، فإذا أصيب دواء الداء برأ بإذن الله عز وجل"[67] (حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بیماری کی دوا ہے جب بیمار کی دوا پہنچ جاتی ہے تو اللہ کے حکم سے وہ بیماری دور ہو جاتی ہے)۔ تو اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ کسی بھی نئی مرض کے علاج تک پہنچنے کے لیے تجربہ کیا جاسکتا ہے۔ اور امام ابن قیمؒ نے بھی فرمایا ہے کہ" وفي قوله : " لكل داء دواء " تقوية للنفس المريض والطبيب وحث على طلب ذلك الدواء والتفتيش عليه"[68] (نبی ﷺ کے فرمان: لکل داء دواء میں مریض اور طبیب کے لیے تقویت دی گئی ہے اور اس بات کی ترغیب دی ہے کہ دوائی اور بیماری کی مزید تفتیش کی جائے)۔
2. اسی طرح ایسے تجارب کی حیثیت " ما لا یتم الواجب الا به فهو واجب" کی ہے۔ کیونکہ لوگوں کی جانوں کی حفاظت کرنے مقاصد شرعیۃ میں سے ہے اور نئے نئے تجارب کے علاوہ اس واجب کی حفاظت ناممکن ہے۔
3. ویسے بھی بڑے نقصان سے بچنے کے لیے چھوٹے نقصان کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ تو یہاں تجربہ نہ کرنے کے نقصانات زیادہ ہیں بنسبت تجربہ نہ کرنے کے۔
4. معاصر علما کی ایک بہت بڑی جماعت کا یہ موقف ہے کہ اگرچہ ایک مسلمان آدمی کے بدن کی حرمت کتاب و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے لیکن اس کے بدن پر تجربات کرکے وبائی امراض کی پہچان حاصل کرکے احتیاطی تدابیر اختیار کرنا مصلحت عامہ کے اعتبار سے جائز ہے[69]۔

البتہ اگر ایسے تجربات انسانی جسم کے لیے نقصان دہ ہوں تو پھر جائز نہیں ہے۔ جس کے دلائل یہ ہیں:

1. اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾[70] (اور مت قتل کرو تم لوگ اپنے آپ کو، بیشک اللہ تم پر بڑا مہربان ہے)۔

2. اور اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾[71] (اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو)۔

3. نبی ﷺ کا فرمان ہے: " عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من تردى من جبل فقتل نفسه، فهو في نار جهنم يتردى فيه خالدا مخلدا فيها أبدا، ومن تحسى سما فقتل نفسه، فسمه في يده يتحساه في نار جهنم خالدا مخلدا فيها أبدا، ومن قتل نفسه بحديدة، فحديدته في يده يجأ بها في بطنه في نار جهنم خالدا مخلدا فيها أبدا "[72] (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص پہاڑ سے گر کر اپنے آپ کو قتل کر ڈالے وہ جہنم کی آگ میں ہو گا اور اس میں ہمیشہ گرایا جاتا رہے گا اور جس نے زہر پی کر اپنے آپ کو مار ڈالا تو اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہو گا اور جہنم کی آگ میں اس کو پیتا رہے گا اور ہمیشہ اسی حالت میں رہے گا، اور جس نے اپنے کو لوہے سے قتل کر ڈالا تو اس کا لوہا اس کے ہاتھ میں ہو گا اس سے اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ میں اپنے آپ کو مارتا رہے گا اور ہمیشہ اس کی یہی حالت رہے گی)۔

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ انسان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بدن کو ضائع کرے یا اس کو ہلاک ہونے دے۔

شیخ ابن جبرینؒ سے سوال کیا گیا کہ کیا ایک مسلام مریض کسی ایسی دوائی کا اپنے بدن پر تجربہ قبول کر سکتا ہے جس کے نقصانات بھی یقینی ہوں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر تو تجربے سے ایسا نقصان ہو جس کو مباح ادویہ سے ختم کیا جا سکتا ہو تو پھر ایسا تجربہ کیا جا سکتا ہے ورنہ نہیں کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ﴾[73] (اور مت قتل کرو تم لوگ اپنے آپ کو)[74]۔

دوسرا مسئلہ: ادویہ سازی کے معنوی حقوق کی حفاظت

جیسا کہ پہلے گزرا ہے کہ ادویہ سازی کا کام اتنا آسان نہیں ہے جتنا کہ ادویہ کو حاصل کر لینا آسان ہے۔ ادویہ کو ایک مناسب شکل میں مارکیٹ میں متعارف کروانا اور مختلف امراض کے لیے ان کو بغیر کسی نقصان کے مفید بنانے کے لیے مختلف مراحل اور تجربات سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس کام کے لیے ادویہ ساز ادارے (Medicine Factories) دوائیوں کے ایسے ماہرین کی خدمات حاصل کرتے ہیں جو ادویہ سازی (بناوٹ، مقدار، تجربہ کرنے، مختلف جڑی بوٹیوں اور مواد کو تلاش کرنے) میں مکمل مہارت رکھتے ہیں۔ اور یہ تجارب اور مراحل سالوں چلتے رہتے ہیں تو کیا ایسی کمپنیز (Companies) جو یہ ادویہ تیار کرتی ہیں ایسی ادویہ کی بناوٹ کے حقوق اپنے پاس محفوظ کر سکتی ہیں؟

معنوی حق سے مراد

کوئی رجسٹرڈ / رسمی کمیٹی کسی مخترع کو ایسا لیٹر دے جو اس کو ایک معین مدت تک اس اپنی اختراع کو استعمال کر سکتا ہے، جس سے اس کو قانونی طور اس اپنی اختراع کو استعمال کرنے کی اجازت مل جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے جہ اس کے علاوہ کوئی آدمی اس مخترع کی اجازت کے بغیر اس حق کو استومال نہیں کر سکتا۔ اور یہ مدت تقریبا 10 سے 20 سال تک کی ہوتی ہے جس میں وہ مخترع اپنی اس کاوش کے ذریعے پیسے جمع کر لیتا ہے اور اس مدت کے دوران اگر کوئی اور اس حق کو استعمال کرنا چاہے تو اس مخترع کی اجازت سے کچھ مال کے عوض اس حق کو استعمال کر سکتا ہے[75]۔

معنوی حقوق کی حفاظت کا شرعی حکم

ادویہ ساز کمپنی کو معنوی حق کی حفاظت کرنا جائز ہے اور اس کی اجازت کے بغیر کسی کو وہ دوائی بنانے کی شرعا اجازت نہیں ہے[76]، جس کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

1. یہ مقاصد شریعۃ میں سے حقوق کی حفاظت کے عین مطابق ہے تاکہ کسی کے حقوق میں کوئی مداخلت نہ کر سکے۔
2. جب دوائی ساز اس دوائی کے نقصانات کا ذمہ دار ہے تو اس کے فوائد بھی وہی لینے کا مجاز ہے جس پر فقہی قاعدہ" الغنم بالغرم "دلالت کرتا ہے۔
3. اسلامک فقہ اکیڈمی نے بھی" معنوی حقوق کی حفاظت " مخترع کے حقوق میں شامل کیا ہے اور اس میں تصرف کرنا، اس کو فروحت کرنا یہ مخترع کی اجازت پر موقوف ہے

جس کے بدلے میں وہ قیمت وصول کرنے کا مجاز ہو گا، ورنہ دوسروں کے حقوق میں مداخلت کے مترادف ہو گا[77]۔

4. سعودی عرب کی دائمی کمیٹی برائے فتوی نے بھی معنوی حقوق کی تصرف کرنے کے بارے میں مخترع کی پیشگی اجازت حاصل کرنے کو لازم قرار دیا ہے۔ بلکہ جب کسی اپنے پروگرام / اختراع میں تصرف کرنے سے منع کیا ہو، مسلم ہو یا غیر مسلم، تو اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز نہیں ہو گا[78]۔

تیسرا مسئلہ: ادویہ ساز کمپنیز کی جانب سے ادویہ کے اوپر دی گئی احتیاط، ہدایات اور وارننگ کی حیثیت

ادویہ ساز کمپنیز اپنی تیار کردہ ادویہ کی ڈبیہ پر یا اس کے اندر ایک کاغذ پر کچھ ہدایات مرتب کر کے استعمال کرنے والوں کو اس دوائی کے بارے متنبہ کرتی ہیں، جن میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں:

- اس دوائی کی حفاظت کرنے کا طریقہ، اور اس کو ایک مقررہ مدت کے بعد استعمال نہ کرنے کی ہدایت۔
- بعض حالات میں وہ دوائی استعمال کرنے کے نارے میں وارننگ، یا ایک خاص عمر کے بچوں کو وہ دوائی نہ دینے کی ہدایت، یا مرج کے بعض حالات مین وہ دوائی نہ لینے کی ہدایت، یا خاص قسم کا کھانا (جس کا اس دوائی پر اچھا اثر ہوتا ہو) کھا کر دوائی لینے کی ہدایت، وغیرہ۔
- حساس قسم کے اثرات یا ادویہ کے بارے میں سائیڈ افیکٹ کی معلومات[79]۔

ایسے بیانات کو ادویہ ساز کمپنیز بغیر کسی مقصد کے ہی نہیں لکھتے بلکہ ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دوائی کی حقیقت میڈیکل ڈاکٹرز اور مریضوں کو پتہ چل جائے جس کے بعد اگر وہ اس کے استعمال میں کسی قسم کی کوئی غلطی کرتے ہیں تو ہونے والے نقصان کی کمپنی ذمہ دار نہیں ہو گا [80]۔ چنانچہ خریدار کے لیے ان بیانات کی حیثیت ادویہ میں واقع ہونے والی عیوب کی ہے، تو جب وہ خرید لے گا اور اس عقد سے راضی ہو جائے گا تو ادویہ ساز کمپنی ان عیوب سے بری الذمہ ہو جائے گی اور کسی بھی نقصان کی صورت میں اس کی کوئی ذمی داری نہیں ہو گی۔ جس کے مندرجہ ذیل ہیں:

1. نبی ﷺ کا فرمان ہے: " عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة طعام فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللا فقال: ما هذا يا صاحب الطعام؟قال

أصابته السماء يا رسول الله، قال: أفلا جعلته فوق الطعام كي يراه الناس، من غش فليس مني"[81](ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہم پر (مسلمانوں پر) ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں اور جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے)۔ تو اس حدیث میں نبی ﷺ نے فروخت کرنے والے کو فروخت ہونے والے سامان کی حقیقت بیان کرنا کا حکم دیا تا کہ خریدنے والا اس سے باخبر رہے، چنانچہ اس سے ملاوٹ والا عیب ختم ہو جائے گا[82]۔

2.فرمان نبوی ﷺ ہے : "عن عقبة بن عامر، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول: المسلم أخو المسلم، ولا يحل لمسلم باع من أخيه بيعا فيه عيب إلا بينه له"[83] (حضرت عقبہ بن عامر فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کے ہاتھ معیوب چیز فروخت کرے الا یہ کہ اس کے سامنے عیب ظاہر کر دے)۔

3. ابن حزمؒ نے علما کا اس بات پر اتفاق بیان کیا ہے کہ اگر بائع مشتری کو سامان تجارت میں موجود عیب کی اطلاع دے دے اور اس عیب کی اچھی طرح وضاحت کر دے اور مشتری نے راضی ہو کر وہ سامان خرید لیا تو اب اس عیب کی وجہ وہ واپس کرنے کا مجاز نہیں ہو گا[84]۔

تو ان دلائل سے معلوم ہوا کہ ادویہ ساز کمپنیز کی جانب سے دی گئی وہ ہدایات جو ادویہ کی ڈبیہ یا کاغذ پر ہوتی ہیں ان کی حیثیت ان میں موجود عیوب کی سی ہے۔ تو ادویہ ساز کمپنیز کی جانب سے اس کی وضاحت کر دینے کے جو اس کو راضی ہو کر خریدے گا اور ان کی ہدایات کی خلاف کرنے سے ہونے والے نقصان کا وہ خود ذمہ دار ہو گا، کمپنی کی ذمہ داری نہیں ہو گی۔

چوتھا مسئلہ: ضمنی نقصان دہ(Side Effect) ادویات تیار کرنا

عموعی طور پر ادویات میں جہاں اچھے اثرات ہوتے ہیں وہاں ان کے اندر ضمنی نقصانات بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ کیا ادویہ ساز کمپنیز ایسی ادویات تیار سکتی ہیں؟

تو اس بارے میں فقہا اور مفکرین نے یہ بات کہی ہے کہ " لا ضرر و لاضرار"[85] فقہی قاعدے پر عمل کرتے ہوئے ادویہ ساز کو چاہیے کہ ایسی ادویات تیار کرنے سے پرہیز کرے جو نقصان کا سبب بن سکتی ہیں۔ چنانچہ اگر اس دوائی کا ایسا نقصان ہے جو موجودہ مرض کے نقصان سے زیادہ ہے تو دوائی ساز پر

لازم ہے کہ ایسی دوائی بنانے سے پرہیز کرے۔ کیونکہ اس سے انسانی بدن کا پہلے سے بڑے نقصان میں واقع ہونا لازم آتا ہے، بلکہ ایسی حالت میں مریض پہلے سے موجود خفیف نقصان کو برداشت کرے گا[86]۔ تاہم اگر اس دوائی کا نقصان مرض سے کم ہے تو ایسی حالت میں دوائی تیار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ ایسی حالت میں دوائی تیار نہ کرنے میں بڑا نقصان ہے بنسبت دوائی کرنے کے۔ لہذا چھوٹے نقصان کو برداشت کر کے بڑے نقصان سے بچا جائے گا۔ اور ایسے حالات میں میڈیکل ڈاکٹر کو چاہیے کہ مریض کو اس چیز کا موازنہ کر کے بتائے کہ دوائی لینے سے فائدہ زیادہ ہو گا یا نقصان۔ جس کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

1. فرمان نبوی ﷺ ہے: "عن ابن عباس: احتجم النبي صلى الله عليه وسلم في رأسه وهو محرم، من وجع كان به، "[87] (ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے درد کے وجہ سے حالت احرام میں پچھنے لگوائے)۔ تو نبی ﷺ نے پچھنے لگوائے جو کہ فاسد خون کو نکلوانے کے لیے لگوایے جاتے ہیں، اور اس پر نقصان بھی مرتب ہو سکتا ہے۔ لیکن چونکہ اس میں مریض کی مصلحت شامل ہے اس لیے جائز ہے۔

2. فرمان نبوی ﷺ ہے: "عن جابر، قال: بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى أبي بن كعب طبيبا، فقطع منه عرقا، ثم كواه عليه"[88] (حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک طبیب کو ابی بن کعب کی طرف بھیجا، چنانچہ اس نے ان کی ایک رگ کاٹی اور پھر ان کے جسم کو داغا)۔

3. اور اسی طرح فرمان نبوی ﷺ ہے: " عن جابر، قال: رمي سعد بن معاذ في أكحله، قال: فحسمه النبي صلى الله عليه وسلم بيده بمشقص، ثم ورمت فحسمه الثانية"[89] (حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن معاذ کے بازو کی رگ میں تیر لگا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کے ساتھ تیر کے پھل سے اس کو داغا پھر ان کا ہاتھ سوج گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوبارہ داغا۔) چنانچہ ان احادیث میں بھی نبی ﷺ نے طبیب کو علاج کے بھیجا اور ایک رگ

کاٹنے کا حکم دیا اور جسم داغنے کا حکم دیا۔ حالانکہ اس سے مریض کے بدن پر نقصان ہو سکتا ہے، لیکن چونکہ اس میں مریض کی مصلحت ہے اس لیے جائز قرار دیا۔

چنانچہ امام شاطبیؒ نے بھی کہا ہے کہ کڑوی دوائی پلانا، درد دہ دانت کا نکالنا، شدید تکلیف دہ زخموں پے پٹی کرنا اور ان جیسے کاموں میں مریض کی حفاظت کرنا اگرچہ ان کاموں میں مریض کو نقصان ہوتا ہے لیکن چونکہ اس میں مریض کی اپنی مصلحت ہے اس لیے جائز ہے[90]۔

نتائج:

اس تحقیق کے دوران جو نتائج سامنے آئے ہیں، ان میں سے چند ایک بطور خلاصہ ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

1۔ علم طب کو جاننا، ادویہ کا مفید اور نقصان دہ ہونے کو پہچاننا فرض کفایہ ہے۔

2۔ جمہور علما کے ہاں علاج معالجہ کرنا جائز ہے اور یہ توکل علی اللہ کے منافی نہیں ہے۔

3۔ ادویہ سازی کا کامکو مفید اور کامیاب بنانے کے ادویہ ساز میں مندرجہ ذیل شروط کا پایا جانا ضروری ہے:

- علم طب پر عموما اور ادویہ سازی کے بارے میں خاص طور پر معلومات رکھتا ہو۔
- امانت اور سچائی کے ساتھ دوائی تیار کرے۔
- ادویہ سازی کے بارے میں شرعی احکامات کا علم ہو۔

4۔ ادویہ کو مختلف مواد سے تیار کیا جاتا ہے:- اگر مواد پاک ہو اور اسکو کسی دوسرے مادے سے ملانے کے بعد وہ تبدیل نہ ہو تو اس کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر مواد حرام اور ناپاک ہو اور کسی دوسرے مادے سے تبدیل کرنے کے بعد بھی اس کا حکم تبدیل نہ ہو یا مادہ پاک ہو مگر کسی دوسری چیز سے ملانے بعد اس کا حکم حلت سے حرمت میں تبدیل ہو گیا ہے، تو اگر وہ شراب ہے تو پھر کسی بھی حالت میں اس سے علاج معالجہ کرنا درست نہیں ہے۔ اور اگر شراب کے علاوہ کوئی نجس مواد ہے تو راجح قول کے مطابق اس سے ادویہ سازی اور علاج معالجہ کرنا جائز ہے؛ کیونکہ ایسی ادویہ سے علاج نہ کرنے کر جو نقصانات ہو سکتے ہیں وہ اسی ادویہ سے علاج کرنے پر نہیں ہوں گے، لہذا چھوٹے نقصان کو برداشت کر کے بڑے نقصان سے بچا جائے گا۔

5۔ استحالہ سے مراد یہ ہے کہ کسی عین نجس چیز کو کسی دوسری نئی چیز میں تبدیل کرنا، جیسا کہ شراب کو سرکہ بنانا، اور نجس تیل سے صابون بنانا وغیرہ۔

6۔ جمہور کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شراب اگر خود بخود سرکہ بن جائے تو اس سے نفع حاصل کرنا جائز ہے۔

7۔ شراب کے علاوہ نجس چیزوں کو استحالہ کے ذریعے ان کی حرمت کے مادے کو ختم کر کے حلت میں تبدیل کر کے نفع حاصل کرنا جائز ہے، البتہ شراب کو سرکہ بنانا جائز نہیں اور نہ ہی پھر اس سے نفع حاصل کرنا جائز ہے۔

8۔ انسانی مصلحت کی غرض سے جانوروں کو زیادہ تکلیف سے بچا کر ان پر ادویہ کے مطلوبہ نتائج حاصل کرنے کی غرض سے تجربات کیے جاسکتے ہیں۔

9۔ اسی طرح انسانی بدن پر ادویہ کے تجربات کیے جاسکتے ہیں جبکہ وہ ادویہ زیادہ نقصان دہ نہ ہوں ، بصورت دیگر انسانی بدن پر ادویہ کے تجربات کرنا شرعاً منع ہے۔

10۔ ادویہ ساز کمپنی اپنی اختراع میں تصرف کے حقوق کو محفوظ کر سکتی ہے جن کو اس کمپنی کی اجازت کے ساتھ فیس ادا کر کے لیا جاسکتا ہے۔

11۔ ادویہ ساز کمپنی کا ادویہ کے بارے میں معلومات فراہم کرنا یہ ان ادویہ میں موجود عیوب کی نشاندہی کرنے کے مترادف ہے۔ چنانچہ خریدنے والا رضامندی سے ان کو خریدے گا جس سے اگر ان معلومات کی خلاف ورزی کرنے پر کوئی نقصان ہو تو کمپنی ذمہ دار نہ ہو گی۔

12۔ ادویہ ساز کو چاہیے کہ حتی الوسعۃ کوشش کرے کہ نقصان دہ دوائی بنانے سے پرہیز کرے۔ ہاں اگر اس سے ہونے والا نقصان مرض کے نقصان سے کم ہو تو اس کو تیار کیا جاسکتا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

[1]۔ ابن منظور، ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، ج1 ص79، ناشر: دار صادر، طبعہ اولی

[2]۔ المعجم الوسیط، ج2 ص870، مجمع اللغۃ العربیۃ بالقاھرۃ، الناشر: دار الدعوۃ

[3]۔ حسن بن احمد بن حسن، احکام الادویہ فی الشریعۃ الاسلامیہ، رسالۃ الدکتوراہ، 1421ھ ص17

[4]۔ امام نووی، یحی بن شرف، ناشر: دار الریان للتراث، طبعہ اولی 1407ھ شرح نووی علی صحیح مسلم ج14 ص192

[5]۔ مختار الصحاح، مادۃ (د۔و۔ی) ج6 ص293؛ لسان العرب، مادۃ (د۔و۔ا) ج14 ص276۔

[6]۔ قیس بن محمد آل شیخ مبارک، التداوی والمسوولیۃ الطبیۃ فی الشریعۃ الاسلامیہ ص157

[7]۔ حسن بن احمد بن حسن، احکام الادویہ فی الشریعۃ الاسلامیۃ ص138

[8]۔ الہدایہ ج4 ص433؛ التمہید ج5 ص273؛ نووی، یحی بن شرف، المجموع شرح المہذب، ج ص98، ناشر: مکتبۃ الارشاد، جدہ؛ الانصاف ج2 ص463

[9]۔ سورۃ نحل ایت69

[10]۔ قرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، ج10 ص138، ناشر: دار الشعب

[11]۔ سجستانی، ابو داود سلیمان بن اشعث، سنن ابو داود، کتاب الطب، باب فی الرجل یتداوی، رقم 3855، ناشر: دار الحدیث، حمص؛ سنن ترمذی، کتاب الطب، باب ماجاء فی الدواء والحث علیہ، رقم 2038۔

[12]۔ نیسابوری، ابو الحسین مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، صحیح مسلم، کتاب السلام، باب لکل داء دواء واستحباب التداوي، رقم 2207، ناشر: دار الکتب العلمیہ، طبعہ اولی 1418ھ

[13]۔ حوالا بالا رقم 2208

[14]۔ محمد بن محمد بن مختار، احکام الجراحہ الطبیۃ والآثار المترتبۃ علیہا، ص112۔116، ناشر: مکتبۃ الصحابۃ، طبعۃ ثانیۃ 1994

[15]۔ امام مالک بن انس بن مالک بن عامر الاصبحي المدني، موطا امام مالک، کتاب الجامع، باب تعالج المریض، رقم 3474، ناشر: دار احیا التراث العربی، طبعہ 1406ھ

[16]۔ حسن بن احمد بن حسن، احکام الادویۃ فی الشریعۃ الاسلامیۃ ص157

[17]۔ قیس بن محمد آل شیخ مبارک، التداوی والمسوولیۃ الطبیۃ فی الشریعۃ الاسلامیۃ ص 194، ناشر: موسسۃ الریان، طبعی ثانیہ 1418ھ

[18]۔ سنن ترمذی، کتاب الصلوۃ، باب ماجاء فی فضل الصلاۃ علی النبي صلی اللہ علیہ وسلم، رقم 487، ناشر: دار الکتب العلمیہ، بیروت

[19]۔ الہیثمی، مجمع الزوائد، و قال رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات وحسنہ الالبانی فی السلسلۃ الصحیحۃ ج4 ص174

[20]۔ ابن تیمیہ، مجموع الفتاوی، ج21 ص535

[21]۔ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز، مجموع فتاوی ومقالات متنوعہ، ابن بازؒ ج8 ص160، طبعہ رابعہ، رئاسۃ ادارۃ البحوث العلمیۃ والافتا

[22]۔ شہاب الدین احمد بن ادریس القرافي، الذخیرۃ، تحقیق: محمد حجیالناشر: دار الغرب، بیروت، لبنان. سنۃ النشر 1994م ج12 ص202؛ المجموع، ج9 ص55؛ المغنی، ج13 ص343۔

[23]۔ نیسابوری، ابو الحسین مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب تحریم التداوي بالخمر، رقم الحدیث 1984، ناشر: دار الکتب العلمیہ، طبعہ اولی 1418ھ

[24]۔ امام نووی، یحی بن شرف، ناشر: دار الریان للتراث، طبعہ اولی 1407ھ شرح نووی علی صحیح مسلم، ج13 ص153

[25]۔ البار، ڈاکٹر محمد علی د، الخمر بین الطب والفقہ ص 35، ناشر: طبعۃ الدار السعودیہ للنشر والتوزیع، جدۃ، طبعہ سابعہ 1406 ھ

[26]۔ زرقا، مصطفی، شرح القواعد الفقہیۃ، رقم القاعدۃ 27، ص201

[27]۔ سورۃ بقرۃ ایت 173

[28]۔ سورۃ انعام ایت 119

[29]۔ ابن حزم، محلی، ج1 ص175

[30]۔ ابن قدامہ، المغنی، ج13 ص330

[31]۔ خواب آور دوا، ابو الفضل عبد الحفیظ بلیاوی، مصباح اللغات، مادۃ ر۔ق۔د ص290

[32]۔ ابن فرحون، ابراہیم بن محمد، تبصرۃ الحکام، ج2 ص170، ناشر: دار الکتب العلمیہ، طبعہ اولی 1301ھ

[33]۔ المجموع، ج3 ص9

[34]۔ ابن رجب، جامع العلوم والحکم، ج2 ص464

[35]۔ فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتا، جمع وترتیب: احمد بن عبد الرزاق الدویش، 25 /77، ناشر: دار بلنسیہ، ریاض، طبعہ ثالثہ 1421ھ

[36]۔ لسان العرب، مادہ حول، ج11 ص185؛ مصباح المنیر، مادہ حال، ص157

[37]۔ ڈاکٹر محمد رواس قلعہ جی، معجم لغۃ الفقہا، ص39، ناشر: دار النفاس، طبعہ اولی 1416ھ

[38]۔ ڈاکٹر عبد الفتاح محمود ادریس استخدام الجلاتین الخنزیری فی اخلیۃ او الدواص 18، بحث نشر فی مجلۃ البحوث الفقہیۃ المعاصرۃ۔ السنۃ الثامنۃ، شمارۃ نمبر 31، 1417ھ۔

[39]۔ مرغینانی، برہان الدین علی بن ابی بکر، الہدایہ، ج4 ص451، ناشر: دار الکتب العلمیہ، طبعہ اولی 1410ھ؛ المجموع، ج2 ص596؛ المغنی، ج12 ص518۔

[40]۔ صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب فضیلۃ الخل والتأدم بہ، رقم 2025

[41]۔ مجموع فتاوی ابن تیمیۃ، ج20 ص522، طبع 1416ھ، مجمع ملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف

[42]- کاسانی، ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع، ج 1 ص 85، ناشر: دار الکتب العلمیہ، طبعیہ ثانیہ 1406؛ دسوقی، محمد بن احمد، حاشیۃ الدسوقی، ج 1 ص 57، ناشر: دار الفکر، بیروت؛ المجموع، ج 2 ص 596؛ المغنی، ج 1 ص 97؛ جمع و ترتیب: عبد الرحمان بن محمد بن قاسم، مجموع فتاوی ابن تیمیہ ج 21 ص 481

[43]- سورۃ اعراف، آیت 157

[44]- مجموع فتاوی ابن تیمیہ ج 21 ص 481

[45]- ابن ہمام، محمد بن عبد الواحد، فتح القدیر، ج 1 ص 202، ناشر: دار الکتب العلمیہ، طبعہ اولی 1415ھ

[46]- المغنی، ج 1 ص 97

[47]- ابن حزم، ابو محمد علی بن احمد، المحلی، ج 1 ص 138، ناشر: دار التراث

[48]- مجموع فتاوی ابن تیمیہ ج 21 ص 481

[49]- قاضی ابو محمد عبد الوھاب، المعونۃ علی مذہب عالم المدینہ، ج 1 ص 471، ناشر: دار الکتب العلمیہ، طبعہ اولی 1418ھ؛ مواہب الجلیل، ج 1 ص 139؛ الشافعی، محمد بن ادریس، الام، ج 3 ص 187، ناشر: دار الکتب العلمیہ، طبعہ اولی، 1413ھ؛ المغنی، ج 12 ص 517؛ مجموع فتاوی، ج 21 ص 483

[50]- صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب تحریم تخلیل الخمر، رقم 1983

[51]- سنن ابو داود، امام ابو داود، کتاب الاشربۃ، باب ماجاء فی الخمر تخلل، رقم 3675

[52]- ابو بکر عبد الرزاق، مصنف عبد الرزاق، کتاب الاشربۃ، باب الخمر تحول خلاج 9 ص، ناشر: دار المکتب الاسلامی، طبعہ ثانیہ 1403ھ 353؛ ابن عبد البر، التمہید، ج 1 ص 262۔

[53]- مجموع فتاوی ابن تیمیہ ج 21 ص 484

[54]- اس میں کتا، خنزیر اور ان کے اعضا شامل نہیں ہیں، البتہ بعض نے خنزیر کے بالوں کو ضرورت کے وقت استعمال کرنے کی قید سے خاص مرض کے لیے جائز قرار دیا ہے۔ بدائع الصنائع، ج 1 ص 66؛ ابن قدامہ، ابو محمد عبد اللہ بن احمد، المغنی، ج 13 ص 348، طبعہ اولی 1406ھ؛ الباجی، ابو الولید سلیمان بن خلف، المنتقی، ج 3 ص 141، ناشر: دار الکتاب العربی، طبعہ رابعہ 1404ھ

[55]- مجموع فتاوی ابن تیمیہ ج 21 ص 608-611

[56]- قرارت المجمع الفقہ الاسلامی بمکۃ المکرمۃ التابع لرابطۃ العالم الاسلامی، ص 39، الدورات من الاولی الی السابعہ عشر

[57]- حسن بن احمد بن حسن، احکام الادویہ فی الشریعۃ الاسلامیہ، رسالۃ الدکتوراہ، 1421ھ ص 203

[58]- فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ج 22 ص 91

[59]- عبد الرزاق، مصنف عبد الرزاق، کتاب الاشربۃ، باب الخمر تحول خلاج 9ص 353؛ ابن عبد البر، التمہید، ج 1ص 262۔

[60]- سورۃ مائدہ ایت 5

[61]- المجموع ج2ص593

[62]-ڈاکٹر ریاض رمضان العلمی، ناشر: عالم العرفہ، الدوا من فجر لا تاریخ الی الیوم ص 12؛ احکام الادویۃ فی الشریعۃ الاسلامیۃ ص166

[63]- سورۃ لقمان رقم الایۃ20

[64]-احکام الادویۃ فی الشریعۃ الاسلامیۃ ص171

[65]-سورۃ البقرۃ رقم29

[66]- موقع الاسلام سوال وجواب http://aslamqa.com/ar/ref/4176

[67]- صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب لکل داء دواء واستحباب التداوي، رقم الحدیث2204۔

[68]- ابن قیم، محمد بن ابی بکر، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد ج4ص17، ناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، طبعہ اربعۃ عشر1410ھ

[69]- ابحاث ھیئۃ کبار العلما بالمملکۃ العربیۃ السعودیہ، ج2ص 68، ناشر: دار اولی النہی، ریاض، طبعۃ ثانیۃ؛ وقرارت المجمع الفقہ الاسلامی 211

[70]-سورۃ النسار قم29

[71]-سورۃ البورۃ رقم195

[72]- صحیح بخاری، کتاب الطب، باب شرب السم والدواء بہ وبما یخاف منہ والخبیث رقم الحدیث 5778؛ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب غلظ تحریم قتل الإنسان نفسہ، وأن من قتل نفسہ بشيء عذب بہ في النار، وأنہ لا یدخل الجنۃ إلا نفس مسلمۃ، رقم الحدیث109

[73]-سورۃ النسار قم29

[74]- موقع الاسلام سوال وجواب http://aslamqa.com/ar/ref/6007

[75]-موقع بوابہ موھبہ التابع لمؤسسۃ الملک عبد العزیز ورجالہ للموھبۃ والابداع-www.mawhiba.org

[76]- ہاں اگر وہ کمپنی وہ دوائی بنانا چھوڑ دے اور لوگوں کو اس کی ضرورت ہو تو پھر یہ استثنائی صورت ہو گی جس میں کوئی اور بھی وہ دوائی بنانے کا مجاز ہو گا۔

[77]- قرارت وتوصیات مجمع الفقہ الاسلامی المنبثق من منظمۃ الموتمر الاسلامی، جدۃ، ص 94، ناشر: دار القلم، طبعہ ثانیہ 1418ھ

[78]۔ فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاج 13 ص 187

[79]۔ ڈاکٹر عبد الرحمن بن محمد بن عقیل و ڈاکٹر عز الدین سعید التثقیف الدوائی ص 38، ناشر: عمادۃ شوون المکتبات، جامعہ الملک سعود، طبعہ اولی 1408ھ

[80]۔ ڈاکٹر عبد الرحمن بن حسن النفیسہ، حکم التحذیر الذی تصنعہ مصانع الادویۃ علی منتجاتہا 238، مقال نشر فی مجلۃ البحوث الفقہیہ المعاصرہ، شمارۃ نمبر 30، 1417ھ

[81]۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبي صلی اللہ علیہ وسلم: من غشنا فلیس منا، رقم الحدیث 102

[82]۔ حکم التحذیر الذی تصنعہ مصانع الادویۃ علی منتجاتہا 242

[83]۔ ابن ماجہ، اباعبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، کتاب التجارات، باب من باع عیبا فلیبینہ، رقم الحدیث 2246، ناشر: دار الکتب العلمیہ۔ اور امام البانی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے، صحیح سنن ابن ماجہ، ج2 ص 22

[84]۔ ابن حزم، ابو محمد علی بن احمد، مراتب الاجماع ص 88، ناشر: دار الکتب العلمیہ

[85]۔ السیوطی، جلال الدین، عبد الرحمان، الاشباہ النظائر ص 83، ناشر: دار الکتب العلمیہ، طبعہ اولی 1411ھ؛ ابن نجیم، زین العابدین بن ابراہیم، الاشباہ النظائر ص 85، ناشر: دار الکتب العلمیہ، طبعۃ اولی

[86]۔ محمد بن محمد بن مختار، احکام الجراحہ الطبیۃ والآثار المترتبۃ علیہا، ص 124، ناشر: مکتبۃ الصحابۃ، طبعۃ ثانیۃ 1994

[87]۔ صحیح بخاری، کتاب الطب، باب الحجامۃ من الشقیقۃ والصداع، رقم الحدیث 5700

[88]۔ صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب لکل داء دواء واستحباب التداوي رقم الحدیث 2207

[89]۔ حوالا بالا رقم الحدیث 2208

[90]۔ الشاطبی، ابو اسحاق ابراہیم بن موسی، الموافقات ج2 ص 219، ناشر: دار عفان للنشر والتوزیع، طبعہ اولی 1417ھ